OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 29, Issue, 1, 2024
http://alqalamjournalpu.com/

علوم القرآن کی تاسیس و تشکیل کا اصولی منہاج اور امام زرکشیؒ، تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Systematic Methodology in Establishing the Qur'ānic Sciences and Imām Zarkashī

Prof Dr. Muhammad Farooq Haider
Department of Arabic & Islamic Studies
GC University Lahore

Abstract

KEYWORDS:

Imām Zarkashī, Al-Burhān fī 'Ulūm al-Qur'ān, Systematic Methodology, Qur'ānic Sciences, Analytical Study.

Date of Publication: 25-06-2024

CC BY NC ND

Al-Burhān fī 'Ulūm al-Qur'ān by Imām Zarkashī (d. 794 A.H.) is the foremost trend setting book of the Qur'ānic Sciences in which the topics of the subject have been arranged systematically. Since the midst of second century Hijrah, before Al-Burhān, various books had been written on different topics of the Qur'ānic Sciences, for instance, Al-Wujūh wa al-Naẓā'ir fi al-Qur'ān al-Karīm by Muqātil (d. 150 A.H.), Ma'ānī al-Qur'ān by Al-Farrā' (d. 207 A.H.), Majāz al-Qur'ān by Abū 'Ubaidah (d. 210 A.H.), Tafsīr Gharīb al-Qur'ān by Ibn Qutaibah (d. 267 A.H.) etc. For Fourth Century Hijrah, the trend of writing books with the title 'Ulūm al-Qur'ān incepted, but they all were the Qur'ānic Commentaries, out of which some are referred in other books and some are present in the form of manuscripts. The very first book, representing the subject science, is Ibn Jawzī's Funūn al-Afnān fī 'Uyūni 'Ulūm al-Qur'ān. It is a booklet composed of twelve topics and has been compiled in context of various narrations and traditions. Imām Ibn Jawzī did not discuss any of the topics in a systematic way. After Funūn al-

Afnān, two other books were available; one is Jamāl al-Qurrā’ by ‘Allāmah Sakhāwī (d. 643 A.H.) and the other is Al-Murshad al-Wajīz by Abū Shāmah al-Maqdisī (d. 665 A.H.). Both the books can neither be considered as compendious volumes of the Qur’ānic Sciences nor do they exhibit systematic method of explanation. Hence, Al-Burhān is the primary book compiled in the light of hundreds other books on the subject in which those topics of the Qur’ānic Sciences and that systematic methodology have been introduced which is a resultant of Imām Zarkashī’s diligent insight. This methodology can be observed now and then throughout the book e.g. In the topics of Cause of Revelation, Homonyms and Synonyms, Science of Anonymities, Obscure Words of the Qur’ān and the lengthiest topic Qur’ānic Methodologies etc. The systematic methodology of Al-Burhān became so popular that almost all the books written afterwards followed the same pattern as it can be seen in Al-Itqān and Al-Ziyādah wa al-Iḥsān. In this article, the systematic methodology of Al-Burhān in establishing the Qur’ānic Sciences has been opted for discussion.

علامہ زرکشی کا پورا نام محمد بن بہادر کنیت ابو عبداللہ اور لقب بدرالدین ہے۔ مصر میں 745 ہجری میں پیدا ہوے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول جیسے علوم میں مہارت حاصل کی، مسلکا شافعی تھے۔ کثرت تصانیف کی وجہ سے المصنف کے لقب سے مشہور ہوئے۔ علوم و فنون کی جامع اس عظیم شخصیت کا انتقال ۷۹۴ ہجری میں ہوا[1]۔ البرھان فی علوم القرآن کے علاوہ آپ کی جس کتاب کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی وہ فقہ شافعیہ کے اصولوں پر مبنی کتاب البحر المحیط فی اصول الفقہ ہے۔ اصول فقہ میں آپ کو چونکہ غیر معمولی مہارت حاصل تھی آپ کا یہی اصولی رنگ البرہان میں جابجا نظر آتا ہے۔

علامہ زرکشی نے علوم قرآن کے تناظر میں اپنی کتاب کی اہمیت، وسعت اور سبب تالیف کو یوں بیان کیا ہے:

جہاں تک تعلق ہے علوم القرآن کا تو ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کے معانی کا احاطہ کیا جاسکتا ہے لہذا جس قدر ممکن ہو اس علم پر خصوصی توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ متقدمین سے جو امور رہ گئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے علوم القرآن کی انواع پر کوئی کتاب تالیف نہیں کی جس طرح کہ لوگوں نے علوم الحدیث پر تالیف کیں۔ لہذا میں نے اللہ تعالی سے مدد طلب کی اور شکر ہے اللہ کا کہ اس نے اس موضوع پر ایسی کتاب لکھنے کی توفیق دی جس میں وہ سب جمع کردیا گیا جو لوگوں نے قرآن مجید کے فنون اور اس کے نکات و مطالب کی بابت کہا اور میں نے ایسے دلکش معانی اور باکمال حکم کو شامل کتاب کیا کہ جس سے لوگوں کے دل خوشی سے جھوم اٹھیں اور ان کی عقل ورطہ حیرت میں مبتلا ہو جائیں۔ یہ کوشش اس لئے ہے تاکہ یہ کتاب قرآن مجید کے ابواب کی کلید ثابت ہو، کتاب اللہ کا عنوان ہو، مفسر کے لئے اس کے حقائق کی معرفت میں معاون ہو گی اور کتاب اللہ کے اسرار اور اس کے دقائق پر مطلع کرنے والی ثابت ہو گی۔ بے شک اللہ تعالی ہی مخلص و مددگار ہے جس پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور میں نے اپنی اس کتاب کا نام البرھان فی علوم القرآن رکھا ہے[2]۔

علامہ زرکشی نے کتاب کے سبب تالیف میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ متقدمین نے جیسے علوم الحدیث پر کتب تالیف کیں علوم القرآن پر کوئی کتاب تالیف نہیں کی۔ علوم قرآن کی وسعت اور اس کی تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ علوم القرآن کا دائرہ چونکہ بہت وسیع ہے۔ لہذا آغاز میں اس فن کی ہر نوع کو اصولی انداز میں یکجا نہیں کیا گیا البتہ اتنا ضرور ہے کہ دوسری صدی ہجری کے آغاز سے ہی اس فن کی مختلف انواع پر علیحدہ سے مستقل کتب تالیف کیے جانے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ تاہم علامہ زرکشی کے عہد تک اس فن پر کوئی ایسی تالیف نہیں ملتی جس میں علوم القرآن کے مباحث کو اصولی منہج پر ترتیب دیا گیا ہو۔ اس لیے علامہ موصوف اپنے اس موقف میں حق بجانب ہیں۔

علامہ زرکشی کی درج بالا عبارت سے یہ اولیات سامنے آتی ہیں:

1۔ علوم الحدیث کے طرز و منہج پر ایک مستقل علم بہ عنوان علوم القرآن کی بنیاد رکھنا۔

2۔ علوم القرآن کے مختلف ذیلی ابحاث کو بطور انواع علوم القرآن جمع و ترتیب کے ذریعے ایک عنوان علوم القرآن کے تحت مدون کرنا۔

3۔ علوم القرآن کی ہر نوع کے اصولی مباحث، اس پر موجود علمی ذخیرے اور اس کی ابتداء و تطور کا اجمالی نقشہ پیش کرنا۔

4۔ اصول تفسیر اور علوم القرآن کے مابین ارتباط اور تباین کو منضبط کرنا۔

علامہ زرکشیؒ نے کتاب کے مقدمہ میں خود اپنے اسلوب کی وضاحت کی کہ علوم القرآن کی تمام انواع کا مکمل احاطہ کرنا ممکن نہیں اس لئے انہوں نے اپنی کتاب میں مباحث علوم القرآن کو اصول و ضوابط کے تناظر میں پیش کیا۔ اس اسلوب کی وضاحت میں مؤلف نے تحریر فرمایا:

> جان لیجئے ان انواع میں ہر نوع ایسی ہے کہ اگر انسان اس کی تحقیق و جستجو کا ارادہ کرے اور اس پر اپنی عمر صرف کر دے تب جا کر بھی اس کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ہر نوع کے اصول بیان کئے اور بعض فصول کی طرف اشارہ کر دیا۔ درحقیقت یہ نہایت طویل کام ہے۔ جس کیلئے عمر تھوڑی اور زبان بھی عاجز ہے۔[3]

علامہ زرکشیؒ کا اجتہادی منہج:

البرھان سے قبل علوم القرآن کی کتب مفردہ ہوں یا مقدمات تفسیر میں پائی جانے والی ابحاث یا وہ کتب جو علوم القرآن پر لکھی گئی ہیں جیسے ابن جوزیؒ کی فنون الافنان فی عیون علوم القرآن اور ابو شامہ کی المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالقرآن العزیز وغیرہ غرضیکہ مذکورہ اقسام میں سے کسی میں اس فن کے ابحاث کو ان نکات کی روشنی میں زیر بحث نہیں لایا گیا جن کو علامہ زرکشیؒ نے البرھان میں ملحوظ رکھا۔ یہ علامہ زرکشیؒ کا اجتہادی اسلوب ہے جس کی اس فن میں ما قبل کوئی نظیر نہیں۔ اس اعتبار سے علوم القرآن کے میدان میں البرھان میں اختیار کردہ متنوع اسالیب و مناہج کو اولیات زرکشی سے موسوم کرنا بے جانہ ہو گا۔

علامہ زرکشیؒ نے قریب قریب ہر نوع کے آغاز میں متعلقہ فن پر لکھی گئی کتب یا ان کے مصنفین کے نام ذکر کیے ہیں۔ اس کے بعد، کہیں اس فن کی تعریف، اہمیت، اقسام، فروعات، تنبیہات، فوائد، مسائل، رفع اشکالات اور

اصول و قواعد وغیرہ سے قرآن، سنت، اقوال صحابہؓ و تابعینؒ اور متعلقہ فن کے ماہرین کے اقوال کی روشنی میں بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں اختلافی اقوال کا بیان اور طوالت پر مبنی انواع کی فصول میں تقسیم، بھی البرھان کا عمومی اسلوب ہے۔

علامہ زرکشیؒ نے البرھان میں علوم القرآن میں مختلف ابحاث کی جس اسلوب میں بنیاد رکھی اور ان کو باقاعدہ ایک علم کی شکل دی بطور نظائر یہاں علوم القرآن کی چند انواع کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

الف۔ اسباب نزول کی بطور علم تشکیل:

اسباب نزول علوم القرآن کی اہم بحث ہے۔ ایسی آیات جن کے نزول کا سبب کوئی خاص واقعہ یا سوال ہو تو وہ واقع یا سوال ان آیات کا سبب نزول کہلاتا ہے۔

علامہ زرکشیؒ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اسباب نزول کو باقاعدہ ایک علم اور بحث کی شکل میں البرھان کی نوع بنایا۔ کیونکہ البرھان سے قبل اسباب نزول کو روایات ہی کی شکل میں بیان کیا گیا۔

البرھان سے قبل الگ سے اس موضوع پر جو واحد کتاب ملتی ہے اس کا نام "اسباب النزول" ہے جسے معروف مفسر علامہ واحدیؒ (م۴۲۸ھ) نے تصنیف کیا۔ اس کتاب میں بھی اول تا آخر مختلف آیات کے تحت سبب نزول کی روایات نقل کی گئی ہیں۔

علامہ زرکشیؒ نے اپنی کتاب کا آغاز جس نوع سے کیا اس کا عنوان "معرفۃ اسباب النزول" ہے۔ بحث کے آغاز میں اس علم پر لکھنے والے سابقہ علماء کے نام درج ہیں۔ علامہ نے اس موضوع پر امام واحدیؒ کی کتاب کو سب سے مشہور قرار دیا۔ بحث کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

> وقد اعتنى بذلك المفسرون في كتبهم وأفردوا فيه تصانيف منهم علي بن المديني شيخ البخاري ومن أشهرها تصنيف الواحدي[4]

قرآن فہمی میں اس علم کی کیا اہمیت ہے اور اس کے کیا فوائد ہو سکتے ہیں علامہؒ نے مختلف عنوانات کے تحت فوائد بیان کیے اور ان کی تائید میں اسباب نزول کی روایات کو بیان کیا۔ یہاں صرف چند فوائد کے ذکر پر اکتفا کیا جائے گا:

١۔وجه الحكمة الباعثة على تشريع الحكم
٢۔تخصيص الحكم به عند من يرى أن العبرة بخصوص السبب
٣۔الوقوف على المعنى
۴۔دفع توهم الحصر

۵۔ازالۃ الاشکال[5]

مذکورہ بالا فوائد کے تائید میں روایات سبب نزول کو نقل کیا گیا اور کئی مفید اور اہم مسائل کی وضاحت بھی شامل بحث ہے۔

بحث میں ایک الگ سے فصل ہے جس میں تکرار نزول کی حکمت اور قرآن سے اس کی امثلہ نقل کی گئی ہیں۔ یہاں صرف حکمت و مقصد کو بیان کیا جائے گا۔ لکھتے ہیں:

وقد ينزل الشيء مرتين تعظيما لشأنه وتذكيرا به عند حدوث سببه خوف نسيانه وهذا كما قيل في الفاتحة نزلت مرتين مرة بمكة وأخرى بالمدينة [6]

اسی بحث میں آپ نے ایک اصول نقل کیا کہ بعض اوقات مفسرین ایک آیت کے نزول کے متعدد اسباب ذکر کرتے ہیں۔ اس ضمن میں علامہ نے "نزلت هذه الآية في كذا" کی وضاحت کی ہے:

وقد عرف من عادة الصحابة والتابعين أن أحدهم إذا قال نزلت هذه الآية۔۔۔[7]

سبب نزول کی وہ روایات جو صحابہؓ سے مروی ہوں ان کو مرفوع مسند شمار کیا جائے گا علامہ زرکشیؒ نے اس بارے محدثین کا قول نقل کیا ہے:

وجماعة من المحدثين يجعلون هذا من المرفوع المسند[8]

اسی نوع میں ایک اور فصل قائم کی گئی جس میں اس اصول کی وضاحت ہے:

وقد يكون السبب خاصا والصيغة عامة لينبه على أن العبرة بعموم اللفظ[9]

جب سبب خاص ہو گا اور صیغہ عام تو واضح کیا جائے گا کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہو گا کیونکہ قاعدہ ہے۔ "العبرة لعموم الالفاظ لا بخصوص السبب" اس ضمن میں علامہ زرکشیؒ نے "ان العبرة لعموم اللفظ لا بخصوص السبب "کو ترجیح دی۔

اختصار سے یہاں اسباب نزول کی بطور علم تشکیل کو واضح کیا گیا کہ کس طرح روایات پر مبنی تفصیل کو اسباب نزول کی بحث میں اصول و ضوابط کے تحت اساسی نکات میں سمیٹا گیا۔ علامہ زرکشیؒ کے بعد علامہ سیوطیؒ، ابن عقیلہؒ اور متاخرین میں سے بھی تقریباہر ایک مؤلف نے اپنی کتاب علوم القرآن میں اسباب نزول کی بحث کو اسی منہج پر شامل کیا۔ اصل میں یہ بالواسطہ یابلاواسطہ علامہ زرکشیؒ کے اسلوب کی اقتداء ہے۔

البرھان کی نوع ھذا سے علامہ سیوطیؒ نے چار انواع کا ستخراج کیا اور الاتقان میں ان کو درج ذیل مستقل انواع کی صورت میں زیر بحث لائے۔

۱۔ معرفة اسباب النزول

۲۔ما تكرر نزوله

۳۔ ما تأخر حكمه عن نزول وما تأخر نزوله عن حكمه

۴۔في اسماء من نزل فيهم القرآن

علاوہ ازیں کچھ ذیلی مسائل بھی علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں نقل کیے جن کے اصول البرھان میں موجود ہیں۔

ب۔ سبعہ احرف کی بطور نوع علوم القرآن تشکیل:

سبعہ احرف پر نزول قرآن علوم القرآن کی انتہائی اہم، مشکل اور معرکۃ الآراء بحث ہے۔ اس بحث کا علوم القرآن کی دیگر انواع جمع قرآن، قراءات اور رسم مصحف سے بھی گہرا تعلق ہے۔ یہ موضوع اہل علم کے درمیان اختلافی رہا اور علماء کے اس بارے میں کثیر التعداد اقوال پائے جاتے ہیں۔ اس موضوع کے مشکل اور دقیق ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ فن قراءات کے مشہور امام ابن جزریؒ نے تیس سال اس بحث میں غور و فکر کیا تب جا کر وہ سبعہ احرف کا مفہوم متعین کرنے میں کامیاب ہوئے۔

علماء نے سبعۃ احرف کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اکثر مفسرین جیسے ابن جریر، ابن عطیہ اور علامہ قرطبی وغیرہ نے اپنی اپنی کتب تفاسیر کے مقدمات[10] میں اور محدثین جیسے امام طحاوی[11] اور علوم القرآن کے ماہرین جیسے ابو عبید، ابن قتیبہ اور ابن جوزیؒ وغیرہ نے اپنی اپنی کتب میں سبعہ احرف سے بحث کی ہے[12]۔

البرھان سے قبل مذکورہ بالا کتب میں حدیث سبعہ احرف کی مختلف انداز میں وضاحت کی گئی۔ البرھان میں "سبعہ احرف پر قرآن مجید کا نزول" کی بحث کو "معرفۃ علی کم لغۃ نزل" کے عنوان سے بیان کیا گیا۔ علامہ زرکشیؒ نے اس بحث میں اس حدیث کی تعبیر میں نہ صرف مختلف اقوال اور تعبیرات بیان کیں بلکہ مختلف مواقف کے حاملین کے اسماء اس موقف کے تحت بیان کر دیے۔ جس میں مابعد کے قاری کیلئے یہ سہولت موجود ہے کہ وہ ان اصل کتب کی طرف مراجعت کر سکے۔ اور مختلف مواقف کے قائلین کے اقوال و دلائل تک اس کی براہ راست رسائی ممکن ہو۔ آغاز میں علامہؒ نے سبعہ احرف پر نزول قرآن کی روایات کو بیان کیا اور واضح کیا کہ سبعہ احرف کی روایات تواتر سے منقول ہیں۔ علامہ زرکشیؒ نے سبعہ احرف کی تعبیر میں چودہ اقوال نقل کیے جن میں سے بعض اقوال پر جرح و نقد بھی کیا اور بعض کی تفصیل میں ائمہ کے اقوال اور کسی قول کے راجح یا مرجوح ہونے کے دلائل بھی نقل کیے۔ یہاں ان میں سے بعض اقوال کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے:

۱۔انه من المشكل الذي لا يدري معناه[13]

پہلا قول: یہ مشکل امور میں سے ہے جس کا معنیٰ معلوم نہیں۔

۲۔ وهو اضعفها ان المراد سبع قراءات[14]

دوسرا قول: سات حروف سے مراد سات قراءات ہیں۔ علامہ نے اسے ضعیف ترین قول قرار دیا ہے۔

دوسرے قول کو ضعیف قرار دے کر آپ نے تیسرے قول کی تفصیل سے قبل سبعہ احرف کی تعبیر میں اختلاف قراءت کی سات انواع کو مع امثلہ بیان کیا ہے جیسے:

ما تتغير حركته ولا يزول معناه ولا صورته[15]

لفظ کی حرکت تو تبدیل ہو لیکن معنیٰ وصورت میں تغیر نہ ہو۔ (هن اَطْهَرُ لكم[16]) و (اَطْهَرَ لكم)

ما يتغير معناه ويزول بالاعراب، ولا تتغير صورته[17]

جس لفظ کے معانی میں تبدیلی اعراب سے آئے لیکن صورت میں تبدیلی واقع نہ ہو۔ (ربنا بَاعِدْ بين اسفارنا[18]) و (ربنا بَاعَدَ بين اسفارنا)

ما يتغير معناه بالحروف و اختلافها ولا تتغير صورته.[19]

حروف اور ان کے اختلاف سے معنی میں تبدیلی آئے لیکن صورت نہ بدلے۔ کقولہ: (کیف ننشزھا[20])، و (ننشرھا).

ما تتغير صورته، ولا يتغير معناه. [21]

جس لفظ کی صورت میں تغیر واقع ہو لیکن معانی میں نہ ہو۔ مثل: (كالعهن المنفوش[22]) و (الصوف المنفوش).

ما تتغير صورته و معناه، [23]

جس لفظ کی صورت و معنی میں تغیر ہو۔ مثل: (طلح منضود[24]) و (طلع).

بالتقديم والتأخير[25] . ك : (و جاءت سكرة الموت بالحق[26])، و (سكرة الحق بالموت)

الزيادة النقصان[27] ، مثل: (حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى[28]) و صلاة العصر.

۳۔ سبعة انواع، كل نوع منها جزء من اجزاء القرآن[29]

تیسرا قول: یہ سات انواع ہیں جس کی ہر نوع قرآن کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

اس قول کے ضعف پر علامہ نے ائمہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔

۴۔ ان المراد سبع لغات لسبع قبائل من العرب۔ وليس معناه ان يكون في الحرف الواحد سبعة اوجه؛ هذا ما لم يسمع قط، أى : نزل على سبع لغات متفرقة في القران، فبعضه نزل بلغة قريش، و بعضه بلغة هذيل، و بعضه بلغة تميم، و بعضه

بلغة أزد و ربيعة، و بعضه بلغة هوازن ، و سعد بن بكر، وكذلك سائر اللغات ؛ و معانيها في هذا كله واحدة.[30]

چوتھا قول: عرب کے سات قبائل کی سات لغات ہیں اور اس کا معنی یہ نہیں ہو گا کہ ایک حرف میں سات وجوہ، یہ کبھی نہیں سنا گیا یعنی قرآن مجید جن سات لغات پر نازل ہوا وہ متفرق طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اس کا بعض حصہ لغت قریش اور بعض حصہ ھذیل، تمیم، ازد، ربیعہ، ھوازن، سعد بن بکر اور اسی طرح دیگر لغات میں نازل ہوا جبکہ تمام لغات میں اس کے معانی ایک ہوں گے۔

اس قول کے قائلین میں آپ نے درج ذیل ائمہ کے اسماء بیان کیے:

ابو عبید قاسم بن سلام، احمد بن یحیی ثعلب، ابن درید، ابو حاتم سجستانی اور قاضی ابو بکر کے علاوہ ابو منصور ھروی اور امام بیہقی وغیرہ۔

اس مؤقف کی مزید وضاحت کرنے کے بعد علامہ نے اس کے ناقدین اور ان کے دلائل کو بھی بیان کیا۔

٥۔ المراد سبعة اوجه من المعانى المتفقة، بالالفاظ المختلفة، نحو : اقبل، وهلم، وتعال، وعجل، واسرع، وانظر، واخر، وامهل، ونحوه وكاللغات التى فى (اف) ونحو ذلک[31]

پانچواں قول: معانی کے اتفاق اور الفاظ کے اختلاف کے ساتھ سات وجوہ مراد ہیں۔

اس مؤقف کے حاملین کے بارے میں آپ نے قول نقل کیا:

قال فهذا معنى السبعة الأحرف المذكورة في الأحاديث عند جمهور أهل الفقه والحديث منهم سفيان بن عيينة وابن وهب ومحمد بن جرير الطبري والطحاوي وغيرهم وفي مصحف عثمان الذي بأيدي الناس منها حرف واحد[32]

اس قول کی وضاحت میں آپ نے اس امر کو ثابت کیا کہ مصحف عثمانی ان میں سے ایک حرف پر ہے۔

٦۔المطلق والمقيد والعام والخاص والنص والمؤول والناسخ والمنسوخ والمجمل والمفسر
والاستثناء وأقسامه[33]

یہ قول فقہاء کی طرف منسوب ہے۔

٧۔ أن المراد الحذف والصلة، والتقديم والتأخير، والقلب والاستعارة، والتكرار، والكناية والحقيقة والمجاز، والمجمل والمفسر، والظاهر والغريب.[34]

یہ قول اہل لغت کا ہے۔

٨۔ أنها التذكير والتأنيث، والشرط والجزاء، والتصريف الإعراب، والأقسام وجوابها، والجمع والتفريق، والتصغير والتعظيم، وإختلاف الأدوات مما يختلف فيما بمعنى، مالا يختلف في الأداء واللفظ جميعا.[35]

یہ قول اہل نحو کا ہے۔

٨۔ أنها من طريق التلاوة وكيفية النطق بها: من إظهار، و إدغام ، وتفخيم، وترقيق، وإمالة و إشباع، ومد وقصر، وتخفيف وتليين وتشديد.[36]

اس قول کو قراء کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

٩۔ چودھواں اور آخری قول آپ نے صوفیاء کا نقل کیا ہے:

أنه يشتمل على سبعة أنواع من المبادلات والمعاملات وهي :

الزهد والقناعة مع اليقين
والحزم والخدمة مع الحياء والكرم
والفتوة مع الفقر والمجاهدة
والمراقبة مع الخوف والرجاء
والتضرع والاستغفار مع الرضا والشكر
والصبر مع المحاسبة
والمحبة والشوق مع المشاهدة [37]

علامہ زرکشی نے سبعہ احرف کی تعبیر میں تمام اقوال سے بحث کرنے کے بعد علامہ ابن حبان کا وہ قول نقل کیا جس میں سات لغات کو صحت کے نزدیک ترین قرار دیا گیا:

وقال ابن حبان قيل أقرب الأقوال إلى الصحة أن المراد به سبع لغات والسر في إنزاله على سبع لغات تسهيله على الناس لقوله: {ولقد يسرنا القرآن للذكر} فلو كان تعالى أنزله على حرف واحد لانعكس المقصود[38]

علامہ زرکشیؒ کی اس بحث کی اہمیت کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ نے الاتقان کی ١٦ ویں نوع "في كيفية انزاله" کے تحت البرہان سے بیشتر مواد نقل کیا اور اس میں مفید اضافے کئے۔

البرہان میں اس بحث کو جس جامع انداز میں زیر بحث لایا گیا مابعد علوم القرآن کی تمام کتب میں کم و بیش اسی اسلوب کی اقتداء کی گئی اور دیگر مفید اضافوں کے ساتھ مابعد کے ماہرین قراءات کی آراء کو بھی شامل بحث کیا گیا۔

ج۔ احکام القرآن:

علامہ زرکشیؒ شافعی مسلک کے جید اصولی تھے اور اصول و قواعد میں آپ نے مبسوط کتب تالیف کیں۔ آپ کا یہ اصولی اور فقہی رنگ کتاب البرھان میں جابجا نظر آتا ہے۔ آپ نے باقاعدہ ایک نوع احکام القرآن کے عنوان سے قائم کی جس میں اہم فقہی اصول و قواعد کو بیان کیا۔ اس نوع کے آغاز میں مختلف مذاہب کے فقہاء کے نام دیے جنہوں نے احکام القرآن پر تحریری سرمایہ چھوڑا۔ لکھتے ہیں:

> وقد اعتنى بذلك الأئمة وأفردوه، وأولهم الشافعي ثم تلاه من أصحابنا إلكيا الهراسي ومن الحنفية أبو بكر الرازي ومن المالكية القاضي إسماعيل وبكر بن العلاء القشيري وابن بكير ومكي وابن العربي وابن الفرس ومن الحنابلة القاضي أبو يعلى الكبير[39]

علامہ زرکشیؒ نے مذاہب اربعہ کے فقہاء کا ذکر کیا اور اس بات کی وضاحت کی کہ احکام القرآن پر لکھنے والوں میں امام شافعیؒ کا نام سرفہرست ہے۔ شافعی المسلک ہونے کے سبب آپ شافعی مذہب کے علماء کی آراء کو بیان کرتے ہوئے اکثر اصحابنا کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں احکام سے متعلق آیات کی تفصیل بیان کی نیز آیات احکام کی دو اقسام کی وضاحت کی۔ آپ کے نزدیک پہلی قسم وہ ہے جس میں ایسی آیات شامل ہیں جو صراحت کے ساتھ احکام پر دلالت کرتی ہیں۔ سورہ بقرہ، النساء، المائدہ اور الانعام میں اکثر آیات احکام سے متعلق پائی جاتی ہیں۔ جبکہ دوسری قسم وہ کہ جن آیات میں احکام کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور ان سے احکام مستنبط کیے جاتے ہیں۔ اس قسم کی مزید دو اقسام بیان کیں پہلی میں وہ آیات شامل ہیں جن سے استنباط کرتے ہوئے دوسری آیات کو ساتھ ملانے کی ضرورت پیش نہیں آتی جیسے کہ ((ويتبع غير سبيل المؤمنين[40])) سے حجیت اجماع کا استنباط ہوتا ہے۔ جبکہ دوسری قسم وہ آیات ہیں جن کو دوسری کسی آیت سے ملا کر استنباط کیا جاتا ہے جیسے حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا استنباط کہ حمل کی کم ترین مدت چھ ماہ ہے جو اللہ تعالی کے اس فرمان ((وحمله وفصاله ثلاثون شهرا[41])) کو دوسرے فرمان ((وفصاله في عامين[42])) کے ساتھ ملا کر ثابت ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ نے اس سے رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت اڑھائی سال کا استنباط کیا۔

احکام القرآن سے بحث کرتے ہوئے علم فقہ کے اصول و قواعد کو جاننے کی اہمیت و افادیت میں رقمطراز ہیں:

> ولا بد من معرفة قواعد أصول الفقه فإنه من أعظم الطرق في استثمار الأحكام من الآيات[43]

بعد ازاں آپ نے اس نوع میں امر و نہی، مطلق و مقید اور عام و خاص وغیرہ کو قدرے تفصیل سے بیان کیا۔

کسی کام کا وجوب، حرمت، اباحت کن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے کی وضاحت کی جیسے وجوب اور حرمت سے متعلق آپ نے لکھا:

> ويستفاد الوجوب بالأمر بالتصريح بالإيجاب، والفرض، والكتب، ولفظة "على"ولفظة "حق على العباد" و"على المؤمنين" وترتيب الذم والعقاب على الترك، وإحباط العمل بالترك وغير ذلك[44]

امر سے وجوب کا فائدہ جو صریحاً ایجابی حکم سے حاصل ہونے کے علاوہ لفظ فرض یا کتب یعنی لکھ دیا گیا یا لازم کر دیا گیا، اسی طرح لفظ علی یا حق علی العباد، علی المؤمنین (یعنی لوگوں پر یا ایمان والوں پر یہ لازم ہے) وغیرہ سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ جس کام کے چھوڑنے پر مذمت و سزا ہو یا جس کا چھوڑنا عمل کے ضائع ہونے کا باعث ہو جیسے امور بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

کسی چیز کی حرمت سے متعلق وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مطلقاً نہی سے حرمت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو کہ بعض اوقات صریحاً حرمت کے الفاظ سے کبھی حظر (پابندی اور روکنے کے لفظ سے) کبھی کسی فعل پر وعید نازل کرنے سے، جس حکم میں کام کرنے والے کی مذمت بیان کی گئی ہو، جس میں کفارہ واجب ہو، یا لفظ ((لا ینبغی)) سے جو قرآن و سنت کی روشنی میں کسی کام کی ممانعت میں استعمال ہوتا ہے، شرعی یا عقلی لحاظ سے اور ((ما کان لهن ، کذا و کذا)) اور ((ولم یکن لهم)) کے الفاظ سے، کسی فعل پر حد وارد کرنے سے، لفظ ((لا یحل)) اور لفظ ((لا یصلح)) سے، کسی فعل کا ایسا وصف بیان کرنا کہ جو فساد پر مبنی ہو، یا وہ شیطانی اعمال میں سے ہو، علاوہ ازیں جس عمل کو اللہ ناپسند کرے اور جس کی وجہ سے اپنے بندوں سے راضی نہ ہو، جس کام کے کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پاک نہ کرے، جس سے اللہ نہ کلام کرے نہ اس کی طرف نظر کرے اور جیسے دیگر الفاظ و عبارات جو حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

اضافات اور ترتیب کے اختلاف کے ساتھ البرھان کی اس ایک نوع کو علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الاتقان میں کئی انواع میں تقسیم کیا ہے جیسے:

i. عام و خاص
ii. مطلق و مقید
iii. قرآن سے مستنبط ہونے والے علوم۔

د۔ غریب قرآن کی بطور علم تشکیل:

البرھان سے قبل قرآن مجید کے غریب الفاظ کو کتب تفاسیر اور متون حدیث میں بیان کرنے کی روایت رہی اور اس کے علاوہ غریب قرآن کے عنوان سے مستقل کتب بھی تصنیف کی گئیں جن میں ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) کی "تفسیر غریب القرآن"، مکی بن ابو طالب قیسی (م ۴۳۷ھ) کی کتاب "تفسیر المشکل من غریب القرآن "اور امام راغب اصفہانی (م۵۰۲ھ) کی تالیف "المفردات فی غریب القرآن "شامل ہیں۔

علامہ زرکشیؒ کو اس ضمن میں یہ تفرد حاصل ہے کہ آپ نے غریب قرآن کی بطور علم بنیاد رکھی اور اصول و ضوابط کے تحت اس کو باقاعدہ ایک بحث کی شکل دی۔ البرھان کی ۱۸ ویں نوع کا عنوان "معرفۃ غریبہ" ہے۔ بحث کے آغاز میں علامہ زرکشیؒ نے قدرے تفصیل سے اس موضوع پر سابقہ تصنیفی ادب کا ذکر کیا۔

کتب کے تعارف میں آپ نے ایک نکتہ کی وضاحت فرمادی کہ غریب القرآن میں وہ کتب بھی شامل ہیں جو معانی القرآن کے عنوان سے تالیف کی گئیں جیسے فراء اور زجاج وغیرہ کی تصانیف۔

علامہ زرکشیؒ نے غریب قرآن کے جاننے کی ضرورت کے حوالے سے لکھا ہے:

> ومعرفة هذا الفن للمفسر ضروری، والا فلا يحل له الاقدام على كتاب الله [45]

غریب قرآن کی معرفت کیلئے ضروری ہے لغت عرب سے گہری واقفیت ہو اس بارے میں علامہؒ تحریر فرماتے ہیں:

> وقال مجاهد: لا يحل لأحد يؤمن بالله واليوم الآخر أن يتكلم في كتاب الله إذا لم يكن عالما بلغات العرب [46]

علامہ زرکشیؒ نے اس تناظر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا جس میں غریب الفاظ کی توضیح میں اشعار عرب سے استدلال کی اہمیت کو بیان کیا گیا:

> إذا سألتموني عن غريب اللغة فالتمسوه في الشعر فإن الشعر ديوان العرب [47]

اس حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ کا ایک اور قول نقل کیا:

> وقال ابن عباس الشعر ديوان العرب فإذا خفي عليهم الحرف من القرآن الذي أنزله الله بلغتهم رجعوا إلى ديوانهم فالتمسوا معرفة ذلك [48]

غریب قرآن کے ضمن میں ایک انتہائی اہم روایت جس میں نافع بن ازرق کے وہ سوالات جن میں انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے قرآن مجید کے غریب الفاظ کی تفسیر پوچھی اور ہر لفظ کی تفسیر میں اشعار عرب سے دلیل طلب کی، جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے ایسے تمام الفاظ کی تفسیر میں اشعار عرب سے استشہاد کیا۔ آپؒ نے پوری روایت نقل کرنے کی بجائے ابن انباری کی کتاب ایضاح الوقف والابتداء کی طرف اشارہ کر دیا۔

اشعار عرب سے استدلال کے حوالہ سے علامہ زرکشیؒ نے ایک مسئلہ پر ابن انباری کا قول نقل کیا ہے:

فيه دلالة على بطلان قول من أنكر على النحويين احتجاجهم على القرآن بالشعر وأنهم جعلوا الشعر أصلا للقرآن وليس كذلك وإنما أراد النحويون أن يثبتوا الحرف الغريب من القرآن بالشعر لأن الله تعالى قال: {إنا أنزلناه قرآنا عربيا[49]} وقال تعالى: {بلسان عربي مبين[50]}[51]

ابن انباری کا قول ہے کہ اس میں اس قول کا بطلان ہے جس میں نحویوں کی اس بات میں تنکیر ہے کہ وہ قرآن (کے غریب الفاظ) کی تفسیر میں شعر سے استدلال کرتے ہیں تو وہ شعر کو قرآن کی اصل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ نحوی تو صرف قرآن مجید کے غریب الفاظ کے معنی بیان کرنے کی غرض سے شعر سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے ((إنا أنزلناه قرآنا عربيا)) اور ((بلسان عربي مبين))

علامہ سیوطیؒ نے البرھان کی اس نوع کو مفید اضافوں کے ساتھ اپنی کتاب الاتقان کی ۳۶ویں نوع میں بیان کیا۔

تعریف علوم القرآن کی تشکیل اور البرھان بطور مرکزی اساس:

البرھان فی علوم القرآن میں بیان کی گئی علوم القرآن کی سنتالیس انواع کو سامنے رکھ کر متأخرین ماہرین علوم القرآن نے اس فن کی تعریف کرنے کی کاوشیں کی ہیں علاوہ ازیں حد لقبی اور حد اضافی کے اعتبار سے علوم القرآن کی تقسیم کی بنیادی اساس بھی یہی کتاب البرھان ہے۔ یہاں اس بات کی تائید کے لئے جدید ماہرین علوم القرآن کی بیان کردہ چند تعریفات درج ذیل ہیں:

علامہ زرقانیؒ نے علوم القرآن کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے:

مباحث تتعلق بالقرآن الكريم من ناحية نزوله، وترتيبه، وجمعه، وكتابته، وقرائته، وتفسيره، واعجازه، وناسخه ومنسوخه، ودفع الشبه عنه ونحو ذلک [52]

ابوشہبہ نے اس فن کی تعریف میں لکھا ہے:

علم ذو مباحث، تتعلق بالقرآن الكريم من حيث نزوله، وترتيبه، وكتابته، وجمعه، وقرائته، وتفسيره، وناسخه ومنسوخه، ومحكمه ومتشابهه، الى غير ذلک من المباحث التى تذكر فى هذا العلم [53]

ڈاکٹر نور الدین عتر نے علوم القرآن کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے:

علوم القرآن فی اصطلاح هو المباحث الکلیة التی تتعلق بالقرآن الکریم من ناحیة نزوله، وترتیبه، وجمعه، وکتابته، وتفسیره، واعجازه، وناسخه ومنسوخه، وغیر ذلک[54]

یہ اور اس جیسی وہ تمام تعریفات علوم القرآن جن میں اس فن کی مختلف انواع کے شمار کی کوشش کی گئی ہے، ان تعریفات کو وضع کرنے میں جدید مؤلفین کے پیش نظر بالواسطہ یا بلاواسطہ البرہان فی علوم القرآن رہی ہے۔ کیونکہ کم و بیش یہ وہ تمام ابحاث ہیں جو البرہان کی فہرست انواع میں شامل ہیں۔

نتائج بحث

۱۔ فن علوم القرآن میں علامہ زرکشی کی کتاب البرہان فی علوم القرآن اصولی طرز کی پہلی جامع اور مبسوط کتاب ہے۔

۲۔ علامہ زرکشی نے ابحاث علوم القرآن میں نہ صرف اصول و قواعد کا احاطہ کیا بلکہ مختلف انواع میں فصول، مسائل اور تنبیہات کے عناوین سے متعلقہ علم کے دیگر اہم مباحث کو واضح کرنے کی بناء ڈالی۔

۳۔ علامہ زرکشی نے علوم القرآن کی ۴۷ انواع کو اصولی طرز پر تشکیل دیا اور مابعد کے ماہرین علوم القرآن کے لئے حد لقبی اور حد اضافی کے اعتبار سے تقسیم کی اساس فراہم کی۔

حواشی و حوالہ جات

[1] ابن العماد حنبلی، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، قاهره، مکتبة القدسی، ۱۳۵۰ھ، ۳۳۵:۶؛ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة، ۱۳۴:۱۲؛
زرکلی، خیر الدین، الاعلام، بیروت، دار العلم للملایین، ۶۰:۶

1. Ibn ʻImād Ḥanbalī, *Shadhrāt al-Dhahab fī Akhbār min Dhahab*, (Cairo: Maktabatul Qudsī, 1350 A.H), P. 335; Ibn Taghrī Birdī, *Al-Nujūm al-Zahrah*, 12/134; Zarkalī, Khair al-Dīn, *Al-Aʻlām*, (Beirut: Dār al-ʻIlm li'l Malābīn, 2002), 6: 60

[2] زرکشی، بدر الدین، البرهان فی علوم القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیه، ۲۰۰۱ء، ۳۰:۱

2. Zarkashī, Badaruddīn, *Al-Burhān fī ʻUlūm al-Qur'ān*, (Beirūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 2001), 1: 30

[3] ایضاً، ۳۹:۱

3. Ibid., 1: 39

[4] ایضاً ، ۱:۴۵

4. Ibid., 1: 45

[5] ایضاً ، ۱:۲۵

5. Ibid., 1: 25

[6] ایضاً ، ۱:۵۴

6. Ibid., 1: 54

[7] ایضاً ، ۱:۵۶

7. Ibid., 1: 56

[8] ایضاً ، ۱:۵۶

8. Ibid.

[9] ایضاً ، ۱:۵۷

9. Ibid., 1: 57

[10] طبری، مقدمه جامع البیان عن تاویل آی القرآن، قاهره، دار الحدیث ۱:۶۴؛ ابن عطیه، مقدمه المحرر الوجیز،بیروت، دار الکتب العلمیه، ۲۰۱۱ء ۱:۴۳؛ قرطبی، مقدمه الجامع لاحکام القرآن،ریاض، دار عالم الکتاب، ۱۴۲۳ھ، ۱:۴۱

10. Al-Ṭabarī, Ibn Jarīr, *Muqaddimah Jāmi' al-Bayān 'an Tāwīl Āya al-Qur'ān*, (Cairo: Dār al-Hadith, 2001), 1: 64; Ibn 'Aṭiyyah, *Muqaddimah Al-Muḥarrar al-Wajīz*, (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2011), 1: 43; Al-Qurṭubī, *Muqaddimah Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*, (Riyad: Dār 'Ālim al-Kitāb, 1423 A.H.), 1: 14

[11] طحاوی، شرح مشکل الآثار،بیروت، مؤسسة الرساله، ۱۴۱۵ھ، ۸:۲۴

11. Ṭaḥāwī, *Sharḥ Mushkil al-Āthār*, (Beirūt: Al-Risālah Publishers, 1415 A.H.), 8: 24

[12] ابو عبید، فضائل القرآن،بیروت، دار الکتب العلمیه، ۱۹۹۱ھ، ص۲۰۰؛ ابن قتیبه، تاویل مشکل القرآن،المکتبة العلمیه، س-ن، ص ۳۵؛

ابن جوزی، فنون الافنان، بیروت، دار البشائر الاسلامیه ، ۱۹۸۷ھ، ص ۹۶

12. Abū ‘Ubaid, *Faḍā’il al-Quran*, (Beirūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1991), P. 200; Ibn Qutaibah, *Tāwīl Mushkil al-Quran*, (Al-Maktabatul ‘Ilmiyyah, n.d.), P. 35; Ibn Jawzī, *Funūn al-Afnān*, (Beirūt: Dār al-Bashā’ir al-Islamiyyah, 1987), P. 96

[13] البرهان، ۱:۲۷۲

13. Al-Burhān, 1: 272

[14] ایضاً ، ۱:۲۷۲

14. Ibid.

[15] ایضاً ، ۱:۲۷۳

15. Ibid., 1: 273

[16] هود ۱۱:۷۸

16. Hūd, 11: 78

[17] البرهان ، ۱:۲۷۳

17. Al-Burhān, 1: 273

[18] سبا: ۱۹:۳۴

18. Sabā, 19: 34

[19] البرهان ۱: ۲۷۳

19. Al-Burhān, 1: 273

[20] البقرة۲: ۲۵۹

20. Al-Baqarah, 2: 259

[21] البرهان، ۱:۲۷۳

21. Al-Burhān, 1: 273

[22] القارعہ۱۰۱: ۵

22. Al-Qāriyyah, 101: 5

[23] البرهان، ١:٢٧٤

23. Al-Burhān, 1: 274

[24] الواقعہ٥٦:٢٩

24. Al-Wāqi'ah, 56: 29

[25] البرهان، ١:٢٧٤

25. Al-Burhān, 1: 274

[26] ق ١٩:٥٠

26. Qāf, 50: 19

[27] البرهان، ١:٢٧٤

27.Al-Burhān, 1: 274

[28] البقرة ٢:٢٣٨

28. Al-Baqarah, 2: 238

[29] البرهان ، ١:٢٧٤

29. Al-Burhān, 1: 274

[30] ایضاً ، ١:٢٧٦

30. Ibid., 1: 276

[31] ایضاً ، ١:٢٨٠

31. Ibid., 1: 280

[32] ایضاً

32. Ibid.

[33] ایضاً ، ١:٢٨٥

33. Ibid., 1: 285

[34] ایضا

34. Ibid.

[35] ایضا

35. Ibid.

[36] ایضا

36. Ibid.

[37] ایضاً

37. Ibid.

[38] ایضاً

38. Ibid.

[39] ایضاً ، ۱:۱۳۴

39. Ibid., 1: 134

[40] النساء ۴: ۱۱۵

40. Al-Nisā’, 4: 115

[41] احقاف۴۶ : ۱۵

41. Aḥqāf, 46: 15

[42] لقمان۳۱ : ۱۴

42. Luqmān, 31: 14

[43] البرھان، ۲:۹

43. Al-Burhān, 2: 9

[44] ایضاً ،۲:۱۱

44. Ibid., 2: 11

[45] ایضاً ،۱:۳۶۷

45. Ibid., 1: 367

[46] البرھان، ۱:۳۶۸

46. Ibid., 1: 368

[47] ایضاً

47. Ibid.

[48] ایضاً ، ۱:۳۶۹

48. Ibid., 1: 369

[49] یوسف١٢: ٢

49. Yūsuf, 12: 2

[50] الشعراء٢٦: ١٩٥

50. Al-Shu‘rā’, 26: 195

[51] البرهان، ١:٣٦٩

51. Al-Burhān, 1: 369

[52] زرقانی، مناهل العرفان فی علوم القرآن،بیروت، دار احياء التراث العربی، ١٩٩٨ھ ١:٢٥

52. Al-Zarqānī, Muḥammad Abdul ‘Aẓīm, *Manāhil al-‘Irfān fī ‘Ulūm al-Qur’ān*, (Beirūt: Dār Iḥyā’ al-Torāth al-‘Arabī, 1998), 1:25

[53] ابو شهبه، المدخل لدراسة القرآن الكريم، كويت، غراس للنشر والتوزيع،٢٠٠٣ھ ، ص ٢٦

53. Abū Shahbah, *Al-Madkhal li-Dirāsāt al-Quran al-Karīm*, (Gharās lil-Nashar wal-Tauzī‘, 2003), P. 26

[54] نور الدين عتر، علوم القرآن الكريم، دمشق، مكتبة المصباح، ١٩٩٦ھ، ص ٨

54. Nūruddīn ‘Attar, *‘Ulūm al-Quran al-Karīm*, (Damascus: Maktabatul Miṣbāḥ, 1996), P. 8